اسلام میں خیر خواہی کی اہمیت

مولانا محمد عارف

خیر خواہی دین کی بنیاد اور اس کا جوہر ہے۔ دین دراصل خیر خواہی کا نام ہے۔ خیر خواہی اللہ کی، اس کے کتاب کی، اس کے رسول کی، مسلم ائمہ و حکمرانوں کی اور عامۃ المسلمین کی ہوتی ہے۔ پس جب ان تمام کے حق میں بندہ خیر خواہ ہوگا تو اس کا دین کامل ہوگا اور جس میں ان میں سے کسی کی خیر خواہی میں کمی و کوتاہی ہوگی تو اسی قدر اس کے دین میں نقص و کمی ہوگی۔ مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنی خیر خواہی میں امانت کو ملحوظ رکھے اور بغیر کسی مداہنت و مجاملت کے حق کو بیان کرے۔ یہی شخص اللہ کے نزدیک امین ہوگا۔

"اللہ تعالیٰ تمہیں تاکیدی حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں انہیں پہنچاؤ! اور جب لوگوں کا فیصلہ کرو تو عدل و انصاف سے فیصلہ کرو! یقیناً وہ بہتر چیز ہے جس کی نصیحت اللہ تعالیٰ تمہیں کر رہا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سنتا ہے اور دیکھتا ہے۔"

مذہب اسلام نے خیر خواہی اور امانت داری پر بہت زیادہ ابھارا ہے۔ نبی کریم ﷺ ایمان لانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بطور خاص نماز، زکوٰۃ اور ہر مسلمان کے لیے خیر خواہ بننے کی بیعت لیا کرتے تھے، جیسا کہ صحیح بخاری میں جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: "میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔"

اس کے علاوہ بھی بہت سی احادیث میں عامۃ المسلمین کے لیے عمومی طور پر اور حکمراں طبقہ کے لیے خصوصی طور پر اور حکمرانوں کی جانب سے اپنی رعایا کے لیے خیر خواہی کی زبردست تلقین و نصیحت وارد ہے۔ قرآن کریم نے کئی انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی صفتوں میں ایک خاص صفت ان کی اپنی امت کے لیے خیر خواہی کو بتایا ہے۔ نصح یا نصیحت کے معنی عام طور سے ہماری اردو زبان میں خیر خواہی کیا جاتا ہے۔ ویسے یہ لفظ "نصح العسل" سے ماخوذ ہے۔ شہد کو چھاننا اور اسے خالص بنانا کہ اس میں موم یا کسی دوسری شئ کی بالکل آمیزش اور ملاوٹ نہ ہو۔ یہ بڑا ہی

جامع کلمہ ہے۔ خود عربی زبان میں یا دنیا کی دیگر زبانوں میں اس ایک لفظ کا ایک لفظ سے معنی ادا نہیں کیا جا سکتا۔ گویا ایک جامع ترین لفظ ہے جو زبان رسالتِ مآب ﷺ سے ادا ہوا ہے۔ بہر حال جیسا کہ عرض کیا گیا، نصیحت، نصح سے ہے جس کے معنی خالص، پیور، ہر قسم کی ملاوٹ سے پاک وصاف چیز کے ہیں۔ اور اس سے مراد یہ ہے کہ ہمارے اور آپ کے دل میں ہر اس شخص کے لیے جس کے ہم خیر خواہ ہیں، کسی طرح کی کوئی کدورت اور دھوکہ وفریب نہ ہو اور ہم اس کے لیے ہر بھلائی کے خواہاں ہوں۔ اور جس طرح ہم خود ہر شر وفساد سے بچنا چاہتے ہیں، اسی طرح اسے بھی ہر فتنہ وشر سے بچانے کے آرزومند ہوں۔ یہی ایک مخلص مومن کی پہچان ہے۔

جیسا کہ ارشاد نبویؐ ہے :

"تم میں کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے وہ نہ پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔" (متفق علیہ)

انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام جو انسانوں میں سب سے برگزیدہ اور افضل ہیں، اپنی قوموں کے لیے بڑے ہی ناصح اور امین ہوا کرتے تھے، کیوں کہ ان کی نبوت ورسالت کا مقصد ہی انسانوں کو اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق سے آگاہ کرنا اور خیر کی دعوت دینا اور ہر شر سے ڈرانا اور اس سے باز رہنے کی تلقین کرنا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی بابت فرمایا کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا:

{ أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَأَنْصَحُ لَكُمْ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ o } (الاعراف:62)

"تم کو اپنے پروردگار کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے ان امور کی خبر رکھتا ہوں جن کی تم کو خبر نہیں۔"

حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم عاد سے کہا:

{ أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ o } (الاعراف:68) "تم کو اپنے پروردگار کے پیغام پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا امانتدار خیر خواہ ہوں۔"

اللہ تعالیٰ نے صالح علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ انہوں نے بھی اپنی قوم سے کہا تھا:

{ فَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلَكِنْ لَا تُحِبُّونَ النَّاصِحِينَ o } (الاعراف:79) "اس وقت (صالح علیہ السلام) ان سے منہ موڑ کر چلے، اور فرمانے لگے کہ اے میری قوم! میں نے تو تم کو اپنے پروردگار

''کا حکم پہنچادیا تھااور میں نے تمہاری خیر خواہی کی لیکن تم لوگ خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے۔

یہ حدیث جوامع الکلم ((الدین النصیحۃ)) صحیح مسلم کے حوالہ سے تمیم داری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں سے ہے،اس کے اندر مختصر الفاظ کے ذریعہ دین کی پوری حقیقت اوراس کا کمال بیان کردیا گیاہے۔دین اسلام ایمان اوراحسان وغیرامور کے مجموعہ کانام ہے۔گویادین کے اصول وفروع سب کے سب دین کاحصہ ہیں، انسانیت کی فلاح وبہبود کے اسباب ہیں جن کو بروئے کارلاکر ہم ایک اچھے اور سچے مسلمان ہوسکتے ہیں اور دنیا کوامن وشانتی کاگہوارہ بناسکتے ہیں نیز آخرت کے دائمی فوز وفلاح سے بہرہ ور ہوسکتے ہیں، گویاکل دین خیر خواہی کانام ہے۔

تمیم داری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ ﷺ سے دریافت کیاکہ خیر خواہی کس کے لیے ؟یعنی خیر خواہی کے مواضع اور مقامات کیاہیں۔توآپؐ نے فرمایا:سب سے پہلی خیر خواہی اپنے رب تعالیٰ کے لیے جس نے ہمیں پیدا کیااور ہر قسم کی نعمتوں سے نوازااور ہماری دینی تربیت کے لیے آسمان سے سب سے جامع اور کامل کتاب قرآن مجید سب سے برگزیدہ اورافضل رسول محمد عربی ﷺ پر نازل فرمائی۔اس رب تعالیٰ کا حق ہم بندوں پر سب سے مقدم ہےاوراس کے حق کوخالص طورپراسی کے لیے ادا کرنارب تعالیٰ کی خیر خواہی ہے۔اللہ تعالیٰ کے حق اعظم کاخلاصہ یہ ہے کہ ہم اسی ایک اللہ وحدہ لاشریک لہٗ کواپنامعبود ومسجوداور حاجت رواومشکل کشا سمجھیں۔اس کی بندگی میں کسی کوشریک نہ کریں،اسی سے اپنی حاجتوں کاسوال کریں،اس کے وہ تمام اسماءوصفات جوکتاب اللہ اور صحیح احادیث سے ثابت ہیں،انہیں بلاتحریف وتاویل اور بلاتشبیہ وتمثیل مانیں اوران ناموں اور صفتوں سے اللہ تعالیٰ کی عظمت شان کو سمجھیں اور خود کو بھی عمدہ صفات سے آراستہ کریں۔

رب تعالیٰ کے کسی نام یاصفت کاانکار،یااس کے حقیقی اور ظاہری معنی سے تحریف وتاویل یااس کی کسی صفت کو مخلوق سے مشابہت دینے یااللہ تعالیٰ کی کسی مخلوق کے ذریعہ مثال دینے کی ہرگز جسارت نہ کریں کیونکہ یہ تمام حرکتیں ناجائز،بلکہ شرک کے مترادف ہیں۔اسی طرح جوعبادتیں اللہ پاک نے ہم پرواجب کی ہیں ان کو خاص اللہ تعالیٰ کے لیے ادا کریں۔ریاکاری اور نام ونمود کی خواہش سے گریز کریں کہ یہ ضیاع عمل کاسبب ہے۔واجبات کے علاوہ نوافل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے قربت حاصل کریں،اور جن چیزوں سے اللہ نے منع فرمایاہے،خاص کر جو چیزیں شریعت میں حرام ہیں ان سے لازماًاور کلی طورپراجتناب کریں۔ساتھ ہی مکروہات سے بھی بچنے کی کوشش کریں۔کیوں کہ تمام حرام اور مکروہ اشیاءیاتوہمارے دین کے لیے یاہماری اپنی ذات کے لیے،ہمارے گھر اور

خاندان کے لیے اور انسانی معاشرہ کے لیے نقصان دہ ہیں۔ان سے بچنے میں ہمارا ہی فائدہ ہے۔اگر ہم اللہ تعالیٰ کے حقوق کو اور خاص کر حق توحید کو یعنی اللہ تعالیٰ کی خالص بندگی کے حق کو جو سب سے اوّل اور مقدم ہے، بجالاتے ہیں تو ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت یافتہ اور دنیا وآخرت ہر دو جگہ میں امن وعافیت سے رہیں گے۔

: آپ ﷺ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ کی کتاب قران مجید کے لیے خیر خواہ بنو۔قرآن کریم جو الفاظ و معانی کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس وہ ہر تحریف اور تبدیلی سے پاک ہے۔یہ کتاب تمام سابقہ آسمانی ''الحمدللہ'' کے کلام الٰہی ہونے پر ایمان رکھو۔ کتابوں کے لیے ناسخ اور ان کی تعلیمات کو اپنے اندر سمیٹے ہوئی ہے۔جو قرآن کریم پر ایمان نہیں رکھتا وہ مسلمان نہیں ہے۔اس کتاب کو دنیا وآخرت کی فلاح و نجات کا ذریعہ سمجھ کر پڑھنا،اس کو صحیح احادیث اور اقوال صحابہؓ اور ان کی تفسیر کی روشنی میں سمجھنا،اس پر عمل کرنا،اعمال حسنہ اور اخلاق کریمانہ کو اختیار کرنا اور برے اعمال واخلاقِ سیّئہ جن کی قرآن نے نشاندہی کی ہے ان سے دامن بچانا،قرآن وسنت کی روشنی میں اپنے معاملات حل کرنا اور کرانا اور قرآن کو اپنے قلبی امراض شرک وبدعات اور معاصی وسیئات جیسے امراض خبیثہ اور اسی طرح مختلف جسمانی امراض کا علاج اور ذریعۂ شفا سمجھنا قرآن کریم کے ساتھ خیر خواہی ہے۔مسلمانوں کا اس سے بڑا ہی گہرا اور مضبوط رشتہ ہونا چاہئے۔اس کتاب پر عمل پیرا ہو کر اسلاف کرام نے دنیا پر حکومت کی اور اسلام کی عظمت وشوکت کے جھنڈے گاڑے اور ہم اس قرآن سے بے اعتنائی کے سبب ذلیل وخوار ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ نے نصح وخیر خواہی کے مقامات میں یہ بھی فرمایا کہ نصیحت وخیر خواہی اللہ کے رسول کے لیے ہے۔یعنی ہم آپ ﷺ کی نبوت ورسالت پر ایمان لائیں اور آپ کو آخری نبی ورسول جانیں۔آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی ورسول قیامت تک نہیں آئے گا۔اور جو اس قسم کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہوگا۔آپؐ کی شریعت جو قرآن مجید اور آپؐ کی صحیح حدیثوں سے مکمل ہے،اس پر عمل پیرا ہوں۔آپؐ کی دی ہوئی خبروں کی تصدیق کریں،آپؐ کے حکموں کو بجالائیں،آپؐ کی منع کردہ چیزوں سے باز رہیں۔آپ کے فرمودات پر کسی کے قول وفعل کو ترجیح نہ دیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی بندگی آپ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق کریں۔آپؐ کے فضل کا اعتراف کریں۔آپ پر بکثرت مسنون درود پڑھا کریں اور خاص کر جمعہ کے دن درود شریف بکثرت پڑھنے کی حدیثوں میں ترغیب آئی ہے۔آپؐ کا،آپؐ کی ازواج مطہرات اور آپؐ کے اہل بیت مومنین رضی اللہ عنہم اجمعین کا احترام اور توقیر واکرام

ضروری سمجھیں۔آپؐ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے محبت کو جزو ایمان سمجھیں۔یہ تمام باتیں حقوق مصطفیٰ ﷺ کے اندر داخل ہیں۔ان حقوق کی ادائیگی اور مناسب توقیر کے منافی امور جو بے ادبی اور بد تمیزی سے عبارت ہیں،ان سے ہر حال میں بچیں اور گستاخی کرنے والوں سے سختی سے نمٹیں۔

نصح و خیر خواہی، مسلمانوں کے حکمرانوں کے لیے بھی ضروری ہے اور اس کا تقاضا ہے کہ ان کے لیے صلاح واستقامت اور تمام معاملات میں درستگی اختیار کرنے کی دعا کی جائے۔ خیر کے کاموں میں ان کی اطاعت کو واجب سمجھیں اور جن کے ذمہ جو کام اور ڈیوٹی لگائی گئی ہے یا جو عہدہ و منصب دیا گیا ہے اس کا پاس ولحاظ رکھیں اور مفوضہ ذمہ داریوں کو عمدہ طریقہ پر انجام دے کر اپنے حکمرانوں کے ساتھ تعاون کریں۔ عہدوں اور ذمہ داریوں کو امانت سمجھیں۔ملک کی سالمیت اور امن وامان کو برقرار رکھنے میں حکمرانوں کا بھرپور تعاون کریں۔

خیر خواہی عام مسلمانوں کے لیے بھی ہم سے مطلوب ہے اور اس کا مطلب جیسا کہ ذکر کیا گیا؛ یہ ہے کہ ہم ان کے لیے وہ پسند کریں جو اپنے لیے پسند کرتے ہیں اور جن چیزوں کو اپنے لیے ناپسند کرتے ہیں،ان کے لیے بھی ناپسند کریں۔ بڑوں کا احترام اور چھوٹوں سے شفقت کریں۔ گمراہوں کو راہ راست دکھائیں، جاہلوں اور غافلوں کی تعلیم وتذکیر کا فریضہ انجام دیں، بھلائی کا حکم کریں اور برائیوں سے روکیں، مشورہ دینے میں خیانت اور دھوکہ دہی سے ہر گز کام نہ لیں، بیع وشراء اور دیگر معاملات میں شرعی ہدایات کا ضرور خیال رکھیں۔ بد عہدی، وعدہ خلافی، غیبت وچغل خوری اور دوسروں کی حق تلفی اور عدل وانصاف میں منہ دیکھی وغیرہ سے پرہیز کریں۔ مگر افسوس کہ اس طرح کی واجب خیر خواہی آج مسلمانوں سے مفقود اور عنقا ہے، ہر طرف انانیت، خود غرضی، مکر وفریب، تجارتی معاملات میں دھوکہ اور جھوٹ اسی طرح مقدمات میں جھوٹ بولنے اور جھوٹی گواہیاں پیش کر کے اپنے حق میں ناحق فیصلہ کرا لینے کا چلن عام ہے۔ ہمارے بیشتر کاروبار اس پر قائم ہیں۔اعلیٰ عہدیداروں سے لے کر چپراسی تک کو رشوت کا چسکا لگ گیا ہے۔ مسلم معاشرہ میں بغض وحسد، کینہ کپٹ اور کبر وغرور کا مظاہرہ عام ہے،العیاذ باللہ۔ حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ہے،انہوں نے قسم کھا کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا سب سے محبوب اور چہیتا بندہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کو اس کے بندوں کے پاس اور بندوں کو اللہ تعالیٰ کے پاس محبوب بنادے اور ہر طرف نصح وخیر خواہی کا معاملہ کرتا پھرے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو زیادہ سے زیادہ نصح وخیر خواہی کے کاموں کی توفیق دے۔

!آمین یارب العالمین